وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

کہ کتاب حقائق انتساب۔ دفائن جواہر مناقب مخفی و خزائن اسرار محامد خفی وجلی

مُسمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرّم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت الفاضل الالمعی والمعارف اللوذعی سید محمد صالح کشفی

الترمذی السّنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبداللہ مشکیں قلم

اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الاکرم

مع

اضافہ مقدمہ وتتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین وسیّد المحققین علامہ

سیّد محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سیّد شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم ومغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ لاہور

مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

جو نہیں سمجھتے انکار کر دیتے ہیں۔ جو ایمان رکھتے ہیں وہ اگر نہ بھی سمجھ سکیں اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جو ایمان نہیں رکھتے وہ شک کرتے اور رد کر دیتے ہیں۔ یہی ان بزرگوں کے کلام کا حال ہے۔ جو فوق کلام مخلوق اور تحت کلام خالق ہے۔ نہ اس میں غلو ہے اور نہ تقصیر ہے۔ غلو اپنے ایمان کا ہے اور تقصیر اپنی عقل و فہم کی ہے۔

چونکہ ہم محمد صالح کشفی کی کتاب فضائل علوی شائع کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی مثل دیگر علمائے عارفین سُنّی و شیعہ ان فضائل میں بعض خطبات بیانیہ علوی کو ذکر کیا ہے۔ امکان ہے کہ ایسی عقلیں اس سے انکار کریں۔ اس لئے یہ تمہید پیش کی ہے اور تحقیق و تفصیل کے لئے ان کے فضائل پر چند اصولی مقدمات قائم کر کے بعض دیگر خطبات جناب امیرؑ کو پیش کریں گے کہ شیخ موصوف کی تائید اور تصدیق ہو جائے کہ یہ عارف حق علی جو کچھ کہہ رہا اور لکھ رہا ہے۔ حق ہے۔ غلو یا تقصیر کو اس سے کوئی نسبت نہیں ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست

وطوبیٰ للعارفین۔

ولایت الاولیأ

طبقات ایمانی و سیر و سلوک انسانی

کمال انسانیت دراصل کمال ایمانی ہے۔ اور انسان اس کمال کے اعتبار سے بے شمار مراتب رکھتا ہے۔ کوئی مرتبہ اوّل میں اور کوئی دوم میں اور کوئی سات درجہ پر فائز تو کوئی ستر پر اور قول حضرت رسالتمآب اس کثرت مراتب و درجات کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔ الایمان سبعون درجۃ اولہا قول لا الہ الا اللہ واٰخرہا اماطۃ الاذی عن الطریق۔ پہلا درجہ ایمانی جس کو اوّل مرتبہ اسلام کہا جاتا ہے۔ وہ صرف زبان سے اقرار شہادتین ہے اور آخری درجہ راہ کو صاف کرنا اور دوسروں کے لئے ہادی بننا۔ راہ الٰہی کی تمام اذیتیں دفع کر دینا۔ اور دنیا میں ہر ایک کے لئے موجب امن و راحت ہو جانا۔ بلکہ مجسم امن و راحت ہونا" والمسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ" مسلمان کی نشانی یہ ہے۔ کہ

اس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو اذیت نہ پہنچے ۔ کوئی فعل خلاف صادر نہ ہو (اس کی تفصیل مفصل اپنے مقام پر آئے گی)

عرفا نے ان مراتب کو اس طرح تقسیم کیا ہے ۔ اوّل اسلام ۔ دوم ۔ ایمان ۔ سوم ۔ عبادت چہارم ۔ معرفت ۔ پنجم ۔ تقویٰ ۔ ششم زہد ہفتم ۔ ولایت (مکتسبہ) اس کے بعد درجۂ نبوت ہے ۔ جو خالص وہبی و عطیہ الٰہی ہے ۔ انسانی ریاضت اور کسب و اکتساب کو اس میں مدخلیت نہیں ہے ۔ اور نبوت کا دوسرا درجہ بالا رسالت ہے اور رسالت کا دوسرا مرتبہ اولوالعزمی اور آخر مرتبہ ختم نبوت و رسالت ۔

یعنی انسانی ترقی روحانی و ایمانی کے درجات ولایت پر ختم ہوتے ہیں اور ولایت کے بعد درجۂ نبوت ہے ۔ اور نبوت گویا آخر درجہ ترقی انسانی ہے ۔ اور ختم نبوت آخر درجۂ نبوت ۔ اس لئے جو نبی ہوگا وہ تمام درجات انسانیت پر وہبی طور پر فائز ہوگا ۔ کیونکہ درجۂ اعلیٰ درجہ ادنیٰ کو شامل ہوا کرتا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہر نبی ولی ہو ۔ لیکن ہر ولی نبی نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ نبوت ختم ہو گئی اور ولایت باقی ہے ۔ اور بعد ختم ولایت مطلقہ وہبیہ ولایت اکتسابیہ جزئیہ باقی ہے اور اس لئے لفظ ولی کا اطلاق بعد رسول اللہ و بعد خاتم الائمہ بھی اس مومن پر ہو سکتا ہے ۔ جس کے نفس کاملہ میں تصرف فی العالم کی قوت پیدا ہو گئی ہے ۔ اور مستجاب الدعوات کے درجے پر فائز ۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونسؑ)

فان النبوة وضع الاداب الناسوتيه و الولاية كشف الحقائق الالهية فان ظهر من النبي تبيين الحقائق فهو بما هو ولي فان كل نبي ولي (بمطلق الولاية لا الولاية المطلقة فهي مختص بالخاتم واوصيائه) ولا عكس فان كماة لها وجهان وجه الى الحق و وجه الى الخلق فولايته من وجهه الى الحق ونبوته من وجهه الى الخلق وقيل النبوة وضع الحجاب والولاية رفع الحجاب والنبوة على قسمين نبوة التعريف ونبوة التشريع فالاولى هي الانبياء عن معرفة الذات والانصاف

نبوت وضع آداب و قوانین شریعت ہے اور ولایت کا فریضہ کشف حقائق الٰہیہ ۔ پس اگر نبی سے حقائق اللہ بیان ہوں تو وہ اس کے ولی ہونے کی حیثیت سے ہیں ۔ کیونکہ ہر نبی ولی ضرور ہوتا ہے ۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ہر ولی نبی ہو ۔ خصوصاً بعد ختم نبوت) نبی مثل اس آئینہ کے ہے جس کے دو رُخ ہوتے ہیں ۔ ایک رُخ خالق کی طرف اور دوسرا خلق کی طرف پس تعلّق بالحق کی رو سے ولی اور تعلّق بالخلق کی رو سے نبی اور اس لئے بعض نے کہا ہے کہ نبوت وضع حجاب ہے اور ولایت کشف حجاب ہے یہاں پردہ رکھا جاتا ہے اور وہاں اُٹھا دیا جاتا ہے اور نبوت کی دو قسمیں ہیں ایک نبوت تعریفی

بالاسماء وللثانیۃ جمیع ذلک مع تبلیغ الاحکام والتادیب بالاخلاق والقیام بالسیاسۃ والولایۃ قیام العبد بالحق عند فناء نفسہ وذلک یتولی الحق زیادہ من یبلغہ غایۃ القرب والتمکین ۔

ایک نبوت تشریعی اوّل معرفت خدا کی تبلیغ اور اب کے اسماء سے متصف ہوتا ہے اور دوسری مع ان تمام صفات کے تبلیغ احکام الٰہی کرنا۔ اخلاق الٰہی سکھانا سیاست عباد کو انجام دینا اور ولایت فنار نفسانی کے بعد بندے کا حق سے قریب ہونا ہے اور یہ جس وقت ہوتا ہے حق سبحانہٗ اس کو قدرت عطا فرماتا ہے۔ اور منتہائے قرب اور تمکین و تصرف کو پہنچا دیتا ہے۔ پھر وہ باذن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ان مراتب ہفتگانہ کی تشریح اہل بصیرت یوں کرتے ہیں کہ جو بندہ شہادتین کا اقرار کرلے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور احکام اربعہ اس پر جاری۔ یعنی اس کے سلام کا جواب واجب ہوجاتا ہے۔ اس کا ذبیحہ حلال۔ اور اس کے ساتھ مناکحت جائز اور اس کی جان و مال محفوظ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (نساء[۱۳]) جو تم کو بطریق اسلامی سلام کرے اس کو یہ مت کہو کہ تو ایمان برادری میں داخل نہیں ہے۔ کلمہ گو کو کافر کہنا اپنے اسلام کو بدنام کرنا ہے)

جب اقرار شہادتین کے بعد دل کی آنکھیں نور معرفت و یقین سے کھلنے لگتی ہیں تو گویا صفت ایمان کا ظہور ہوتا ہے اور جوں جوں یہ نور بڑھتا ہے۔ اسی قدر درجۂ ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس کی آخری حد سرحد توحید سے متصل۔ ولا یعلمھا الا ھو۔

معصوم علیہ السّلام نے فرمایا ہے۔

ما من قلب الا ولہ عینان فاذا اراد اللہ بعبدٍ خیرًا فتح عینین اللتین ھما للقلب یشاھد بھما الملکوت ۔

ہر ایک دل کی دو آنکھیں ہیں پس جب خدائے پاک کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے اس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ وہ اُن دل کی آنکھوں سے عالم ملکوت کا مشاہدہ کرے۔ اور بواطن اشیاء اور حقائق کائنات اس پر روشن ہوں۔

وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ کَذٰلِکَ یَجْعَلُ اللّٰہُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ (انعام[۱۵])

اور جس کو خدا چاہتا ہے کہ اپنی راہ دکھائے اور اپنی طرف بلائے تو اس کا سینہ نور معرفت سے کھول دیتا ہے اور توفیق شامل حال کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کہ ہدایت نہ فرمائے تو اس کا سینہ تنگ کردیتا ہے۔ اور بند رکھتا ہے گویا کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور حصول ایمان ناممکن ہوجاتا ہے۔ اسی طرح خدا اُن لوگوں پر

یہ پلیدی ڈالتا ہے جو اس کی تصدیق نہیں کرتے اور ایمان نہیں۔
جو شہادتیں قبول کر لیتے ہیں۔ ان کو بہ ہدایت توفیقی باضافہ نور حاصل ہو جاتی ہے۔ اور وہ منازل ایمان طے کر لیتے ہیں۔
وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (آیہ نور) جس کے دل میں خدا یہ نور توفیق عنایت نہ فرمائے تو اسکو پھر کہیں سے روشنی حاصل نہیں ہوسکتی۔ وَمَا التَّوْفِيْقَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى۔ جو اسکی راہ پر آجاتے ہیں۔ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی فرماتا ہے۔ اور نور ہدایت میں اضافہ فرماتا ہے۔
وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ (عنکبوت) اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہماری طرف آنے کی سعی تو ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھلا دیتے ہیں اور بے شک خدا ایسے نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔ اور اس کی توفیق خیر ان کے شامل حال۔ ویوت کل ذی فضل فضلہ۔ جس میں جس کی قابلیت ہے وہی دیتا ہے (ولا یولی الّا ما تولّدہ طبعًا وارادۃ)
ہماری آنکھ جو عالم جسمانی کو دیکھتی ہے۔ یہ نور رکھتی ہے۔ لیکن رویت کے لئے اس کو ایک نور راہ نما کی ضرورت ہے۔ مثلاً چاند اور سورج روشنی یا آگ کی روشنی بغیر ان کی راہ نمائی کے آنکھ اس عالم ملک کو دیکھنے سے عاجز ہے اسی طرح دل کی آنکھ بھی عالم ملکوت اور باطن کو دیکھنے سے بغیر رہنمائی نور عاجز ہے مثلاً شمس و قمر روحانی (نبی و ولی) انہی کے نور سے چشم بصیرت روشنی لیتی ہے۔ اور یہی وہ نور جو خوابیدہ مومن کے دل کی آنکھیں روشن کرتا ہے۔ فالشمس والقمر ھادیان للابصار۔ والنبی والولی ھادیان البصائر۔ چاند اور سورج آنکھوں کے راہ نما ہیں اور نبی و ولی (شمس و قمر روحانی) دلوں کے راہ نما ہیں۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا۔ قسم ہے آفتاب رسالت اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے ماہتاب امامت کی جو آفتاب رسالت کے غروب ہوتے ہی اس کے پیچھے آتا ہے۔ اور عالم ملکوت کو روشن کرتا ہے۔ ؎

شمس کند چوں غروب ماہ نماید طلوع بعد نبی مرتضٰی ماز غلامان او

نور ایمان موجب عبادت ہوتا ہے۔ عبادت موجب معرفت ہوتی ہے۔ اور مومن عبادت گذار عارف بن جاتا ہے اور عبادت و معرفت کی تعمیل تقویٰ ہے۔ عمل بالواجبات والمستحبات والمباحات اور ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات اور وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ بقرہ ۲۹ مفید مود تعلیم باطنی ہوجاتا ہے۔ اور پھر ترک ماسوی اللہ پر فائز ہو کر زاہد فی الدنیا۔ ان درجات ششگانہ (اسلام۱۔ ایمان۲۔ عبادت۳۔ معرفت۴

تفوقی۔ زہد کی سیر ہر آن موجب قرب معبود ہوتی ہے۔ اور قرب موجب اتصاف باوصاف۔ جس طرح لوہا آگ سے جس قدر نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر اس میں اوصاف آتشی زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ یہانتک کہ نورانیت اور سوزندگی وہی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور چشم بصری اس کو آگ ہی سمجھتی ہے۔ اور چشم بصیرت اس کو متصف باوصاف آتشی و منجذب ہوکر بخواص باری دیکھتی ہے عین آتش نہیں دیکھتی اور فی الجملہ مظہر صفات باری و مستجاب الدعوات ہوکر تصرف علم و قدرت عالم امکان میں اس سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ مرتبہ ولائیت ہے۔ اور ولی حسب درجۂ ولایت مواد عالم میں تصرف رکھتا ہے اور کرامات پیغامات اس سے ظاہر ہو کر موجب امتیاز خاص و اکرام ربانی ہوئی ہیں۔ احادیث قدسیہ میں اس حقیقت کی طرف لطیف اشارات ہیں کہ کیونکہ بندہ ان مراتب کو طے کرکے متخلق باخلاق و متادب بآداب الٰہی ہوتا ہے۔ اور العبودية جوهرة كنهها الربوبية " کی حقیقت اہل بصیرت پر واضح کر دیتا ہے۔

ان العبد اذا اجاع بطنه وحفظ لسانه علمته الحكمة فان كان كافرًا تكون حكمته عليه وبالاً وان كان مومنا تكون حكمته نورًا وبرهانًا وشفاءً ورحمة فيعلم مالم يكن يعلم ويبصر مالم يكن يبصر فاول ما ابصره عيوب نفسه حتى يشتغل عن عيوب غيره۔ وابصره دقائق العلم حتى لا يدخل عليه الشيطان۔

بندہ جس وقت اپنے تنور شکم کو خالی رکھے بھوکا رہے اور زبان کی حفاظت کرے۔ اور صمت و سکوت سے کام لے تو میں اس کو حکمت سکھا دیتا ہوں پس اگر وہ بندہ کافر ہے تو یہ حکمت اس کے لئے وبال ہوجاتی ہے۔ اور اگر وہ مومن ہے تو یہ حکمت اس کے لئے نور اور برہان وشفاء و رحمت بن جاتی ہے۔ پس وہ جو نہیں جانتا تھا جان جاتا ہے اور جو نہیں دیکھتا تھا وہ دیکھنے لگ جاتا ہے اور اول بصیرت یہ ہے کہ میں اس کو اس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ دوسروں کی عیب جوئی سے مشغول رہے اور میں اس کو حقائق عالم و دقائق علوم دکھلا دیتا ہوں کہ اس کے قلب میں شیطان دخل نہ پا سکے۔

ریاضت اور تزکیہ نفس ہر نفس میں حکمت پیدا کر دیتا ہے۔ اگرچہ نفس کافر ہو۔ اور مومن کے لئے وہ نور وشفا از جمیع امراض بن جاتی ہے۔ حقائق علم منکشف ہوجاتے ہیں۔ اور جو نہیں جانتا تھا وہ جان جاتا ہے اور جو نہیں کرسکتا تھا وہ کر سکتا ہے۔ جو نہیں دیکھتا تھا وہ دیکھ سکتا ہے۔

ولم يزل العبد يتقرب الى بالنوافل حتى اكون سمعه الذى يسمع بى وبصره الذى يبصر بى ولسانه الذى ينطق بى ويده التى

برابر عبد طاعات و عبادات سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ آخر میں وہ میرے اوصاف کا آئینہ بن جاتا ہے۔ میں اس کا کان ہوجاتا ہوں اور وہ میرے

یبطش بی ورجلہ الذی یمشی بی۔ ذریعہ سُنتا ہے۔ میں ہی اس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ کہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں ہی اس کی زبان بن جاتا ہوں کہ میرے ذریعہ بولتا ہے۔ اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اور میں اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں کہ اس سے حملہ اور تصرف کرتا ہے۔ اور میں ہی اس کا پیر بن جاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے۔ اور ایک آن میں جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے۔

ولا ریب فیہ من اخلص للہ اربعین صباحًا جرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ۔ جو ایک چلہ اخلاص عبادت واطاعت میں گذار دے حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر جاری ہوجاتے ہیں۔ اور یہی درجۂ ولایت ہے۔

والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔

عارفین نے نورایمان کی ترقیات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اول ما یبدؤا فی قلب العارف ممن یرید اللہ سعادتہ نور ثم یصیر ذلک النور ضیاء ثم یصیر شعاعًا ثم یصیر نجومًا ثم یصیر قمرًا ثم یصیر شمسًا۔ جس مومن عارف کی خداوند عالم ہدایت وسعادت چاہتا ہے تو اول جو شے اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ گویا نور سے تعبیر کی جاتی ہے۔ پھر زیادتی ہوتی ہے اور وہ نور ضیا بن جاتا ہے۔ اور یہ ضیا شعاع ہوکر چمکتی ہے۔ اور شعاع۔ نجوم درخشندہ ہوجاتے ہیں (کہ دوسرے بھی اس سے ضیا حاصل کرنے لگتے ہیں) پھر یہ نور ترقی کرکے قمر منیر ہوجاتا ہے۔ اور پھر آفتاب درخشاں قلوب عالم کو روشنی دینے لگتا ہے۔

فاذا ظہر النور فی القلب بردت الدنیا فی قلبہ بما فیہا فاذا صار ضیاءً ترکہا وفارقہا فاذا صار شعاعًا انقطع منہا وزھد فیہا فاذا صار نجومًا فارق الدنیا ولذاتہا ومحبوباتہا فاذا صار قمرًا زھد فی الاٰخرۃ وما فیہا فاذا صار شمسًا لا یری الدنیا وما فیہا ولا الاٰخرۃ وما فیہا ولا یعرف الا ربہ فیکون جسدہ نورًا وقلبہ نورًا وکلامہ نورًا۔ پس جس وقت قلب مومن میں نور ظاہر ہوتا ہے تو آتش حب دنیا و مافیہا اس کے دل میں سرد پڑجاتی ہے۔ اور جب یہ نور ضیا بن جاتا ہے تو بندہ مومن دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سے جدا ہوجاتا ہے پس جب یہ ضیا شعاع بن جاتی ہے تو دنیا سے بالکلیہ منقطع اور اس سے بے رغبت (موتوا قبل ان تموتوا) (زاہد) ہوجاتا ہے۔ اور جب یہ شعاع درجہ نجوم پر پہنچ جاتی ہے تو وہ دنیا اور لذات دنیا اور محبوباتِ دنیا سب سے جدا ہوجاتا ہے اور جب وہ قمر بن جائے تو نعمات آخرت سے بھی بے پروا

ہوجاتا ہے۔ اور رضوان الٰہی کا مطالب ہوتا ہے۔ اور جب مقام شمسیت پر پہنچ جاتا ہے تو دنیا و آخرت نہیں دیکھتا اور اپنے رب کے سوا کچھ نہیں جانتا پہچانتا۔ اس کا دل بھی نورانی ہوجاتا ہے اور جسم بھی نورانی بن جاتا ہے اور اس کا کلام بھی نورانی ہوجاتا ہے۔

اما المحرومون من هذه الانوار فهم الذین اشار الیهم بقوله. اَلَّذِیْنَ کَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ (سورۂ کہف ۱۱)

لیکن جو لوگ ان انوار سے محروم ہیں وہ وہی اشخاص ہیں جن کی طرف خدائے پاک اپنے اس قول میں اشارہ فرماتا ہے۔ یعنی وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے پردے میں رہیں اور نور توفیق حاصل نہ کرسکیں۔

قالؐ ان فی جسد ادم لمضغةً ان صلحت صلح بها الجسد کله وان فسدت فسد بها الجسد کله الا وهی القلب۔

بیشک جسم بنی آدم میں ایک مضغہ گوشت ہے اگر وہ اصلاح پاجائے تو سارا بدن درست ہوجاتا ہے۔ اور اگر وہ خراب اور فاسد ہوجائے تو سارا بدن فاسد ہوجاتا ہے۔ اور وہ انسان کا دل ہے

اگر دل کی اصلاح ہوگئی۔ صلاح و فلاح دارین حاصل اور اگر دل کی اصلاح نہ ہوئی تو خسر الدنیا والآخرہ۔

ان درجات ہفتگانہ میں تناقص تفاضل ہے۔ یعنی جوں جوں مرتبہ بڑھتا جاتا ہے۔ عدد گھٹتا جاتا ہے۔ اوّل درجہ اسلام ہے۔ اور مسلمانوں کے تعداد زیادہ اس سے اوپر ایمان ہے۔ اور مومن ان سے بہت کم۔ وَمِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ (احزاب ۳) ۔ مومنین صادقین اور کم پھر عبادت ہے۔ مومنین میں سے عابدین اور کم۔ پھر معرفت ہے۔ اور عارفین عابدین کمیاب اور متقی ان سے کم اور متقیوں میں سے زاہدین بہت تھوڑے۔ (مثلاً قرون اول اور ثانی یعنی اصحاب و تابعین میں سے آٹھ زاہد مشہور ہوئے ہیں۔ جن میں اوّل درجہ حضرت ابوذر غفاری کا ہے) پھر ان زاہدین میں سے اولیاء بہت کم۔ وقلیل من عبادی الشکور۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (یونس ۱۱)

ان درجات کسبیہ کے بعد درجۂ ولایت نبوت ہے۔ جو موہبتی ہے۔ نبی ولی پیدا ہوتا ہے اور وہ ولایت بتائید و نصرت روح قدس نبوتی ہے۔ ہماری ارواح کو میسّر نہیں۔ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اللہ نے ان سب انبیاء کی روح قدس سے تائید فرمائی ہے۔ وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ اسی طرح اے محمدؐ ہم نے تجھ کو روح امری عطا کی۔ فرق یہ ہے کہ وہ ارواح جزئی ہیں اور یہ کلی۔ جس طرح حیوان میں روح انسانی نہیں ہوتی۔ اس لئے وہ درجہ انسانیت

اپنی سعی سے حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح کوئی عام انسان درجہ نبوت حاصل نہیں کرسکتا. کیونکہ روح قدس نہیں رکھتا اور صاحب روح قدس تمام اعتبارات سے کامل ہوتا ہے۔ جو کچھ انسان آخر درجہ علم و معرفت حاصل کرسکتا ہے اور عبادت اور ریاضت سے جس درجہ کمال روحانی تک پہنچ سکتا ہے۔ صاحب روح قدس خلقتاً پہنچا ہوا پیدا ہوتا ہے۔

عارفین نے کہا ہے قرب الٰہی حاصل ہونے کے دو طریق ہیں۔ سلوک محبوبیت و سلوک محبت۔ سلوک محبوبیت یہ ہے کہ سالک راہ خدا بغیر سیر دسلوک روحانی و عبادت وطاعت و ریاضت و زہد و تقویٰ اور بغیر ہدایت و تعلیم ہادی و مبشر و معلم محض عنایت ازلیہ وہدایت حقیقیہ سے خدا تک پہنچا ہوا ہو۔ اس درجہ ومقام پر اس کی خلقت مقام جب سے واقع ہوئی ہو اور اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى هؤُلَاءِ هُمُ الْاَبْرَارُ المقربون الذين شَرِبُوا من شواب المحبة والشوق بكاس العشق والعناية والارادة الذاتية قبل ان يخلق العالم وما فيه واليه اشار بقوله۔ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (دہر) یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہمارا احسان ان کی عبادت وطاعت سے مقدم و سابق ہے۔ یہ سالکین کے لئے واسطہ و وسیلہ خلق کئے گئے ہیں اس لئے خود محتاج واسطہ ہدایت نہیں ہیں۔ اور سلوک محبت یہ ہے کہ انسان معلم و ہادی کی راہ نمائی سے دولت اسلام وایمان سے فیضیاب ہوکر بذریعہ عبادت و ریاضت قرب الٰہی حاصل کرے۔ جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت) جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں۔ ہم ضرور ان کو اپنے راستے دکھلاتے ہیں یہی انبیاء مرسلین وغیر مرسلین و اولیاء کاملین ہادیین ومھدیین ہیں اور ان کے درجات میں بھی حسب درجہ روح قدس تفاضل ہے۔" وَتِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ ۳۳) انبیاء محض سے انبیاء مرسلین افضل ہیں اور مرسلین سے اولوالعزم اور اولوالعزم سے خاتم النبیین اور اسی طرح ان میں تناقص مع التفاضل ہے یعنی جتنا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ تعداد کم ہوتی جاتی ہے مثلاً کل انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور ان میں سے مرسلین تین سو تیرہ اور ان میں سے اولوالعزم پانچ اور ان میں سے خاتم النبیین ایک۔

انہی درجات انبیاء کے طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور انور نے ارشاد فرمایا ہے۔

الرؤياء صادقة جزء من اربعين جزأ من النبوة "	سچا خواب نبوت کے چالیس جزؤں میں سے ایک جزو ہے۔

اور پھر ارشاد فرماتے ہیں سچا خواب نبوت کے چھیالیس (یا پینتالیس۔ دونوں طرح مروی ہے۔) جزؤں

میں سے ایک جزو ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔ سچّا خواب نبوت کے ساٹھ جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ اور پھر ارشاد ہے۔ سچّا خواب نبوت کے ستر جزوں میں سے ایک جزو ہے۔ یہ اختلاف اختلاف درجہ نبوّت کے لحاظ سے ہے۔ جو نبی محض ہے۔ وہ چالیس درجہ طرق وانحاء علوم باطنی پر حاوی ہوتا ہے۔ مرسل چھیالیس درجہ پر۔ اولوا العزم ساٹھ درجہ پر اور خاتم النبیین ستر درجے پر اور یہ مقام غیر متناہی ہے یہاں مقصود کثرت درجات و مراتب و علو مقام ہے۔ نہ تعداد معیّن۔ کیونکہ لفظ ستر اسی معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس کے درجات کا احاطہ محال ہے۔

اور تمام اولیاء مومنین وانبیاء مرسلین و غیر مرسلین کے عرفاء نے درجے قرار دیئے ہیں۔ اور ہر درجہ میں وہ ہی تناقص مع تفاضل ہے۔ جتنا درجہ ولات بڑھتا ہے۔ عدد گھٹتا ہے۔ مثلاً کل اولیاء کاملین میں سے اول نقباء ہیں اور وہ تین سو ہیں۔ پھر ان سے بالا انجباء ہیں وہ ستر ہیں۔ پھر ان سے بالا ابدال ہیں اور وہ چالیس ہیں۔ اور ان سے بالا اوتاد (عمود عالم) اور وہ چار ہیں اور ان سب سے بالا غوث ہے۔ اور وہ ایک ہے۔ اور وہی قطب عالم ہوتا ہے۔ اور یہ دراصل اس دَور زمانہ کا رسول ہی ہوتا ہے۔ **اور خاتم المرسلین سب غوثوں کا غوث اور سب قطبوں کا قطب قطب الاقطاب ہے۔ اور اسی پر مدار عالم امکان۔ آسمان اس کے سہارے سے حرکت کرتا ہے اور زمین اس کے سہارے قائم ہے۔ اور جو کچھ عالم میں ظاہر اور صادر ہوتا ہے وہ سب اسی کے وسیلہ اور اسی کے تحت حکم صادر ہوتا ہے۔**

اے کائنات را بوجود تو افتخار!
اے بیش زا فرنیش و کم زا فریدگار

ہر نبی ولی ہے اور ولایت باطن نبوت و نبوت ظاہر ولایت۔ لیکن نبوت ختم ہو جانے والی ہے، اور ولایت باقی رہنے والی۔ کیونکہ صفت باری تعالیٰ ہے۔ اَللّٰہُ هُوَالْوَلِیُّ۔ اللہ ہی ولی ہے۔ "وَهُوَالْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ" وہ اللہ ہی ولی حمید ہے۔ اور رسالت و نبوت صفات باری میں داخل نہیں اور اس لفظ کا اطلاق اس پر نہیں ہو سکتا۔ پس نبوت ختم ہے۔ اور ولایت ہمیشہ باقی مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔ الاحزاب اور حضرتؐ نے ارشاد فرمایا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہوگا۔ نبوت حضرتؐ پر ختم ہو گئی اور ولایت مطلقہ باقی اور بعد نبی اس کے نور کا جزو اور اس کی روح قدس کامل اور اس کے علم کا وارث علیؑ ابن ابی طالب ولی الاولیاء اور اس کے بعد اس کے اجزاء نوریہ اس کی عترت و ذریت کے ائمہ تا امام مہدی صاحب العصرؑ والزمان

(اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ) مائدہ

اور وہ جناب اس زمانے کے قطب اور غوث ہیں اور انہی پر مدار عالم ہے عَجَّلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ اس صوفیائے کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ قطب زمان مہدی علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ علی اکبر بن اسد اللہ نے اپنی کتاب مکاشفات یعنی نفحات الانس ملا جامی کے حاشیہ پر آپ کے وجود اور قطبیت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہ کہ اس سے قبل ان کے والد بزرگوار امام حسن عسکریؑ قطب زمان تھے۔ اور اسی طرح احمد بن سمعانی نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور محی الدین عربی بھی اس کے قائل ہیں اور قطب عالم بمنزلہ قلب انسانی ہوتا ہے کہ تمام اعضاء وجوارح ارادہ قلبی کے ماتحت ہوا کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام اجزاء عالم کائنات تحت ارادۂ قطب کام کرتے ہیں۔ وعلیہ المدار۔

والولی ھوالمتولی الامور العالم والمتصرف فیہ۔ ولی کے معنی مدبر امور عالم اور متصرف فی العالم ہیں" یدبر الامر من السمآء الی الارض "آسمان سے زمین تک تمام امور کی تدبیر کرتا ہے" وھوالولی الحمید" پس علی ولی مثل نبی مظہر تام" ولی الحمید العلی العظیم" ولی مطلق ہے۔ اور کل اولیاء ومتولیان ومتصرفان امور عالم اس کے تحت امر ہیں۔ اور جو کچھ تدبر و تصرف ولی حمید سے صادر ہوتا ہے۔ وہ اس دست ولی سے ظاہر ہوتا ہے۔ خواہ خلق ہو یا رزق ہو یا علم ہو یا حکمت ہو یا حیات یا موت ہو اور یہ غلو نہیں عین حقیقت ایمانی ہے اور اس حقیقت سے انکار کا نام کفر ہے" والانکار بفضائلھم کفر"

تمثیل مدبرات الامور

لاموثر فی العالم الا اللّٰہ۔ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۖ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۔ (یونس)

خدا کے سوا اس عالم میں اور کوئی موثر نہیں بے شک تمہارا پروردگار وہ خدا ہے پاک ہے جس نے چند دن میں زمین وآسمان بنائے۔ پھر وہ عرش تدبیر پر مستولی وغالب ہو کر تمام امور کی تدبیر کرتا ہے بغیر اس کے اذن کے کوئی اس کا شریک نہیں یہی اللہ تمہارا رب ہے پس اس کی عبادت کرو۔ کیا تم اس میں تفکر وتذکر نہیں کرتے۔ وہ مدبر حقیقی تمام امور کو موافق تقدیر وقضاء۔ کارکنان قضاء وقدر جن کو اس نے انہی تدابیر کے لئے خلق کیا ہے۔ خلق ہو یا موت ہو۔ رزق ہو یا شفاء یا حفظ اشخاص وانواع ہو۔ ذرہ ذرہ پر ایک مدبر امر ملک مقرر د موکل ہے" ولا یعلم جنود ربك الا ھو" اس لشکر الٰہی کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور